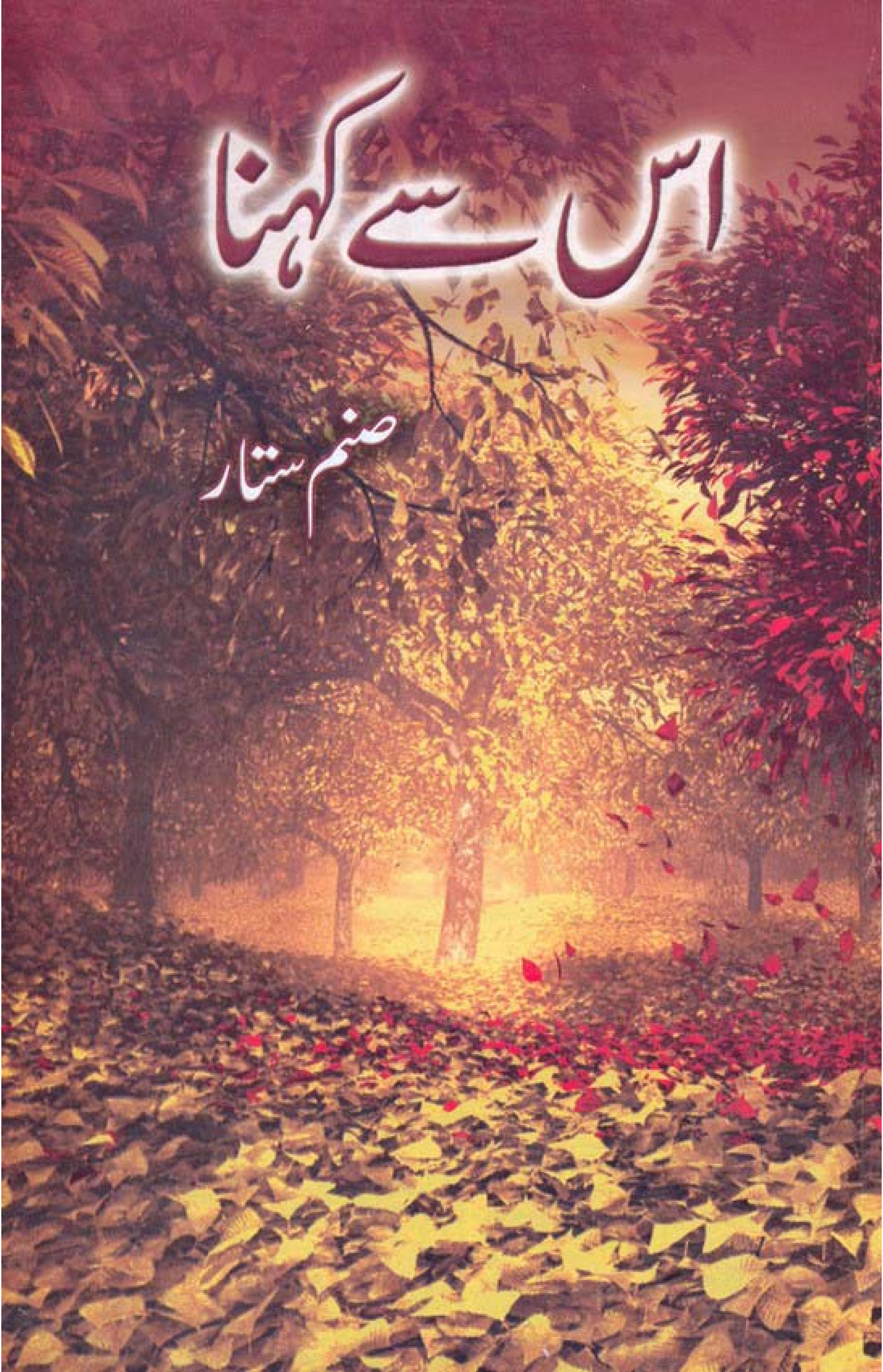
اس سے کہنا
صنم ستار

مسکرانا ۔ مسکرا کر بھول جانا
دل جلانا ۔ دل جلا کر بھول جانا

دیکھتے ہی اک نظر میری طرف
سر جھکانا اور سر جھکا کر بھول جانا

یاد ہے وہ ریگِ ساحل آج تک
گھر بنانا اور گرا کر بھول جانا

یاد ہے اب تک مجھے تیری ادا
خود بلانا اور بلا کر بھول جانا

تم سے پائی اک صفت میں نے صنم
دل لگانا دل لگا کر بھول جانا

یاد ہیں تیری صدائیں اب تک
خاموش نگاہوں میں التجائیں اب تک

چھوڑ گیا مجھ کو زمانے کی خاطر
سکھائیں جس نے وفائیں اب تک

بعد تیرے ابھی باقی ہیں
تیری وہ ناز و ادائیں اب تک

میں نے دن میں اندھیرے دیکھے ہیں
یاد ہیں مجھ کو سزائیں اب تک

کہیں اتفاقاً ملا ہی دیتی ہیں
دل سے نکلی ہوئی دعائیں اب تک

ہر ایک ساعت سے ڈر رہی ہوں
میں لمحہ لمحہ بکھر رہی ہوں

انا کا رستہ ہے میرا رستہ
ہمیشہ محوِ سفر رہی ہوں

عجیب منزل ہے میری منزل
قدم اُٹھانے سے ڈر رہی ہوں

میں اس کی آنکھوں سے رفتہ رفتہ
اب اُس کے دل میں اُتر رہی ہوں

تجھ پہ اک گیت اک غزل لکھوں
تجھ کو چاند کا ہم شکل لکھوں

تیری ہر بات ہی نرالی ہے
تجھے کس کا بدل لکھوں

اشک تیرے ہیں شبنمی قطرے
تیرے ہونٹوں کو میں کنول لکھوں

تیری باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
تیری آنکھوں کو بے مثل لکھوں

تو میری شام کی اداسی ہے
تجھ کو پیار کا محل لکھوں

احتساب کرنا جرم ہے تو جرم میں نے کیا ہے
انصاف کرنا جرم ہے تو جرم میں نے کیا ہے

ذاتیات ، انتقام ، نشانیاں جہالت کی
معاف کرنا جرم ہے تو جرم میں نے کیا ہے

غلط رسموں کے نہیں کوئی خلاف
انحراف کرنا جرم ہے تو جرم میں نے کیا ہے

تاریک راہوں پر ہلکی سی روشنی سے
شگاف کرنا جرم ہے تو جرم میں نے کیا ہے

مسلط نہیں کرتے اوروں پہ غلطیاں
اعتراف کرنا جرم ہے تو جرم میں نے کیا ہے

لڑائی ، نفرتوں سے بے نور بجھے دل
صاف کرنا جرم ہے تو جرم میں نے کیا ہے

دردِ لا دوا سی لگتی ہے
زندگی بد دعا سی لگتی ہے

کون مرتا ہے کسی کے کہنے پر
بڑی بے چارگی سی لگتی ہے

کیوں اک جگہ نہیں ٹکتا
دل کی آوارگی سی لگتی ہے

تجھ کو میں بھول بھی نہیں پائی
یاد تیری سزا سی لگتی ہے

شہریوں نے شہر کو جنگل بنا دیا
گھر بسانے جنگلوں میں جا رہے ہیں ہم

اندر کے خلفشار پہ قابو نہیں رہا
اوروں کے درد بانٹنے جا رہے ہیں ہم

سمجھے دیر سے نزاکتِ حالات
کن راستوں پہ جا رہے ہیں ہم

فتنہ و فساد کی بنیاد زمیں پہ رکھ کر
چاند برباد کرنے جا رہے ہیں ہم

مشکل سے ہوتی ہے دمِ صبحِ آزادی
پابند سلاسل کیوں ہوئے جا رہے ہیں ہم

راستے کتنے بنا لئے ہم نے
پتھر کتنے ہٹا لیے ہم نے

دل ویراں کر دیے لیکن
شہر کتنے بسا لئے ہم نے

بدلے کی آگ میں جل کر
خون کتنے بہا لئے ہم نے

اک ذرا سی رنجش پر
درد کتنے جگا لئے ہم نے

دیکھو جس کو رخ بدل کے ملے
چہرے کتنے بنا لئے ہم نے

درد میرے اندر پلتا رہا
میرے سامنے میرا گھر جلتا رہا

کھائے میں نے تھپیڑے بہت
خود ہی گرتا رہا سنبھلتا رہا

سیکھا نہیں میں نے راہِ فرار
ڈوب کر بھی ہمیشہ نکلتا رہا

سیکھے ہیں جب سے آدابِ دعا
مقدر کا لکھا بدلتا رہا

مل جائے شاید کسی رہ پہ وہ
سوچ کر یہی چلتا رہا

عجب سوچ اور طبعیت تھی اس کی
میرے سامنے رنگ بدلتا رہا

دل جل رہا ہے میرا برسات کے ساتھ ساتھ
نام لوں میں تیرا ہر بات کے ساتھ ساتھ

مل کے آیا ہے وہ میرے دشمنوں سے
جو چل رہا ہے میری جماعت کے ساتھ ساتھ

بے خبر رہے اور جدا بھی کر دیا
دوستوں نے اپنی عنایت کے ساتھ ساتھ

گزرے واقعات کا ہر پل لگتا ہے مجھے
جیسے کوئی خواب ، کوئی خیال تھا

بتا نہ پایا وہ اپنے دل کی بات
حل نہ ہو سکا ایسا سوال تھا

مسکرا رہا تھا کتنے دکھ سہہ کے وہ
پڑھ نہ پاؤں گا اُسے ، اُس کا خیال تھا

پایا نہ کبھی کسی چہرے میں اس کا رنگ صنم
ہاں ! ایک شخص ایسا بے مثال تھا

ظلمتِ شب میں تارا ہو
روشن کوئی ستارا ہو

کوئی تو شخص ایسا ہو
جو مجھے سب سے پیارا ہو

دیکھ زرا ان آنکھوں میں
شاید عکس تمہارا ہو

تیرے ہونٹ کی لغزش پے
شاید نام ہمارا ہو

بھنور سے اوپر اُٹھ کر دیکھ
شاید کہیں کنارا ہو

میں تم کو اپنا نام دوں تو کس طرح
چاہت کو الزام دوں تو کس طرح

ابھی جانتا نہیں اچھی طرح تمھیں
دل کا تمھیں پیغام دوں تو کس طرح

گھر کے در کھولے رکھنا اچھا لگتا ہے
پھر ہواؤں کا آنا جانا اچھا لگتا ہے

کالی گھٹاؤں کے موسم میں آفتاب کی اک کرن
مجھ کو ایسا ستھرا موسم اچھا لگتا ہے

قربت نے ہمیں بے زار کر دیا تھا
بچھڑ کے ان کا دل میں رہنا اچھا لگتا ہے

ملے جتنے کارواں اکیلا چھوڑ گئے
میرا ان کو ادھورا رہنا اچھا لگتا ہے

شبِ نم کی تاریکیوں سے خائف نہیں صنم
درد کا دل میں آنا جانا اچھا لگتا ہے

ہنس کر دل لگاؤ گے مگر میں یاد آؤں گی
کسی کو اپنا بناؤ گے مگر میں یاد آؤں گی

بہت سے رنگ دیکھو گے نئی چاہت بھی پاؤ گے
بہت نظریں چراؤ گے مگر میں یاد آؤں گی

کسی بھی آنکھ میں جھانکو میرا ہی عکس پاؤ گے
کہیں بھی دل لگاؤ گے مگر میں یاد آؤں گی

مجھ سے دامن چھڑا کر ، میری یادوں سے بچ کر
بھری محفل میں جاؤ گے مگر میں یاد آؤں گی

جو درد اسکا میرے دل کو بار بار ملا
اسی سے مجھ کو سکون بھی ملا ، قرار ملا

کبھی جو رونقِ محفل تھا شہرِ خوباں میں
وہ آج تنہا و لاچار و سوگوار ملا

چھپائے پھرتا ہے اور دل کے راز دل میں مگر
جو آج تنہا و لاچار و سوگوار ملا

اُسی کے دم سے تھی رونق میرے گلستان کی
بغیر جس کے ہر اک پھول خار ملا

ہوئی صنم نہ حاصل کوئی خوشی اب تک
غموں کا ہار مگر اس کو بار بار ملا

سوال کوئی نہ تھا ، ہم جواب کیا دیتے
کہ بے زبان صنم کو خطاب ہم کیا دیتے

جو خود ہی جرم کرے خود ہی منصف ہو
ہم ایسے شخص کو حساب کیا دیتے

سلا کے اپنی تمناؤں کو شبِ ہجراں
جگا کے آنکھیں سحر تک ، عذاب کیا دیتے

ہوا ہی دستکیں دیتی رہی میرے پر
اُن آہٹوں کو بھلا ہم جواب کیا دیتے

صنم ہوئی ہے ہر اک یاد اُن کی ، من کا عذاب
کتابِ زیست کو پھر ایسا باب کیا دیتے

آنکھوں سے کہی تھی بات ، مجھے یاد ہے اب تک
بن اس کے جو گزری رات ، مجھے یاد ہے اب تک

ملزم تو ہم ہی تھے پر مجرم کون تھا
ہم تنہا جلے دن ، رات مجھے یاد ہے اب تک

میں سچی تھی لیکن وہ جھوٹ میں پکا تھا
کھائی تھی ہم ہی نے مات مجھے یاد ہے اب تک

سوکھا ہوا پتہ ہوں ، ہواؤں سے ڈرتی ہوں
گزرا ہوا قصہ ہوں صداؤں سے ڈرتی ہوں

کچھ لوگ تمنا کرتے ہیں اب بھی میری لیکن
بچھڑا حصہ ہوں ، وفاؤں سے ڈرتی ہوں

ہے یقیں مجھ کو وہ میرا ہے لیکن
اُس کی بدلنے والی ، اداؤں سے ڈرتی ہوں

جہاں دل کے رشتوں میں انا کے پہرے ہوں
میں نفرت کی ایسی ہواؤں سے ڈرتی ہوں

سالہا سال گزر جانے کے بعد
سنورتا ہے انساں بکھر جانے کے بعد

ہم نے رکھے چاہتوں میں فاصلے
اک سمندر میں اُتر جانے کے بعد

حوصلے کی چادر اُڑھ لی ہم نے
تنکا تنکا بکھر جانے کے بعد

راستے ہو گئے کتنے خاموش
اک شخص کے گزر جانے کے بعد

سبھی نے کاٹ ڈالے کیوں شجر
اپنے حصے کا ثمر پانے کے بعد

دیوانوں میں اک مشہور عادت اپنی رہتی ہے
ہم کسی کے ہو جائیں ، چادر اپنی رہتی ہے

آنکھوں سے باتیں کہتے ہیں ساری دنیا سنتی ہے
لیکن چپ چپ رہنے کی عادت اپنی رہتی ہے

ناطہ توڑے جانے پر اُس کو تو افسوس نہیں
اس کو دل میں رکھنے کی عادت اپنی رہتی ہے

رازِ دل کیا کہتا وہ تو پتھر جیسا ہے
قطرہ قطرہ بہنے کی عادت اپنی رہتی ہے

ہر چہرے پہ کھو جائیں اتنے بھی کمزور نہیں
مذہب سارے پڑھ کر بھی عبادت اپنی رہتی ہے

تم بن رہنا بھول گیا
تم سے کہنا بھول گیا

نفرت تھی جن رسموں سے
ان کا پھندا جھول گیا

میری قسمت کھوٹی تھی
سستے میں انمول گیا

جو راز چھپائے پھرتا تھا
آنکھوں کی زبانی بول گیا

داغ لگا کے دل پہ وہ
اپنی نشانی بھول گیا

میری آنکھوں پر پٹی تھی
کون یہ آ کر کھول گیا

کیا تم نے چاند کو دیکھا ہے

کیا تم نے چاند کو دیکھا ہے
کیا اس میں داغ دیکھا ہے
اس کو بھی کسی ظالم نے
تنہا چھوڑ دیا ہو گا
دل اس کا توڑ دیا ہو گا

کوئی تدبیر کیوں نہیں کرتا
کوئی تقدیر سے نہیں لڑتا

اک ہجوم میں تنہا رہتا ہے
دل اک شخص سے نہیں بھرتا

لوگ تو عشق سے مار کھاتے ہیں
لاکھ صدمے ہوں دل نہیں مرتا

اس پہ موسم بھی بے اثر ہی رہے
جس کا ملنے کو دل نہیں کرتا

پیار کہتے ہیں ہو ہی جاتا ہے
ورنہ جلنے کو دل نہیں کرتا

ابھی غم اور سہنا ہے
ابھی کانٹوں میں رہنا ہے

ابھی صحرا بہت سے ہیں
ابھی دریا بہت سے ہیں

ابھی تو ہار جانا ہے
ابھی تو پار جانا ہے

ابھی غم اور سہنا ہے
ابھی کانٹوں میں رہنا ہے

ابھی تو زخم سینا ہیں
ابھی تو اشک پینا ہیں

ابھی وسعت میں کھونا ہے
ابھی تو ایک ہونا ہے

کسی اور کے سنگ دیکھ کر تمھیں مسکرا دینگے
ہم خود کو تیری خاطر یہ دغا دینگے

تم جو پوچھو گے زندگی کس طرح گزری
ہم نظر جھکا کر فقط مسکرا دینگے

اک بار مجھے مل کر سو بار جدا ہو گا
ہر بار مروں گی میں اس کو کیا ہو گا

اس ظالم کی باتیں مجھے یاد آئیں گی
وہ کر کے سب باتیں بھول گیا ہو گا

اک ساتھی ایسا ہو
جو چپ چپ رہتا ہو
جو دل کی بات سنے
آنکھوں سے کہتا ہو

اس میں اک ایسی بات نرالی ہو
آنکھیں جوابی ہوں چہرہ سوالی ہو
میرے دکھ کو وہ جانے
میرا اندر پہچانے

جو بات کہوں اچھی
وہی بات وہ مانے
میری روح میں شامل ہو
گفتار مثالی ہو

اک ساتھی ایسا ہو ، جو چپ چپ رہتا ہو
جو دل کی بات سنے ، آنکھوں سے کہتا ہو

چہرہ اک بناؤں گی

راستے ہیں بے خبر ۔ مجھ کو میرے ہم سفر
اک تیری تلاش میں
ضبط کی چادر اوڑھ کر
سفر کے عذابوں سے
انگنت سوالوں سے
خود کو آزمانا ہے
پھر ہی تجھے پانا
جانتا ہے کون یہ
کس گھڑی مسافر کو
کوئی نیا ہمسفر
ہاتھ تھام کر کبھی
لے آئے اُس جگہ
مل گئے تھے تم جہاں
اور بچھڑ گئے تھے تم
راہ میں ہو گئے تھے گم
اور میں اس موڑ پر
ضبط کے لمحات کو

چہرہ اک بناؤں گی

خود پہ آزماؤں گی
آنسو کی شکل میں
چہرہ اک بناؤں گی
پھر تجھ کو پاؤں گی

﴾ہاتھوں کی لکیریں﴿

ہر سوالی بچے کو
جب ہاتھ پھیلائے دیکھتی ہوں
تو اکثر دل میں
سوچتی ہوں
کیا ہر مانگنے والے ہر بچے کی
ہاتھوں کی لکیریں
ایک سی ہیں

﴾بیویوں کے آنچل﴿

بیویوں کے آنچل
حوروں کی بستیوں میں
کھو جانے والے مرد
بکھر کے ٹوٹتے ہیں جب
تب اچھے لگتے ہیں ان کو
بیویوں کے آنچل

﴾وہ مجھے درد کی دوا دے گا﴿

وہ مجھے درد کی دوا دے گا
وہ میری روح کو جِلا دے گا
میں راہ میں جب بھی بھٹکوں گی
وہ نیا مجھ کو حوصلہ دے گا
میں بیٹھوں گی جب کبھی تنہا
وہ مجھے اپنا آسرا دے گا
روٹھ کر جائے گا جہاں بھی وہ
پھر مجھے لوٹ کر صدا دے گا

ہر موسم کو سہنا سیکھو

رات کا پچھلا پہر تھا
دل میں تھی خاموشی سی
اداس نگاہیں ڈھونڈ رہی تھیں
جانے کس کو گھڑی گھڑی
پھر کسی کی یادوں نے
ہولے سے سرگوشی کی
پھر کسی نے چپکے سے
کان میں آ کر یہ کہا
بن میرے بھی رہنا سیکھو
ہر موسم کو سہنا سیکھو
پنہاں ہیں جو آنکھوں میں
اُن باتوں کو کہنا سیکھو

مجھ کو یاد کرنا تم

مجھ کو یاد کرنا تم
چاند کو دیکھ کر
موسمِ بہار میں
صورتِ یار میں
پھول کھلے ہوئے ہوں جب
کوئی مسکرائے جب
صبح لوٹ آئے جب
سرمئی فضاؤں میں
موسمی اداؤں میں
بس یہی تمنا ہے
ان حسیں لمحوں میں
میں نہ مل سکوں اگر
تو مجھ کو یاد کرنا تم

اس سے کہنا

اس سے کہنا موسموں نے
تیری یاد دلائی مگر
ہم نے اپنے دل کو غافل کر دیا
اس سے کہنا
تمام راستے جو تیرے سنگ سفر کیے
وہ خواب جو تیرے سنگ دیکھے
وہ دن جو تیرے سنگ بیتائے
اس سے کہنا
وہ راستے گزر گئے
وہ خواب ٹوٹ گئے
وہ دن ڈھل گئے مگر
اس سے کہنا
وہ عہد و پیماں
وہ ناز نخرے
اب بھی تیری نشانیاں ہیں
میری زندگی کے اوراق پر
جو بند کر دی تم نے
اس کتاب پر

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے

اک گزرے دنوں کا ساتھی
جب اچانک ملتا ہے
اجنبی سا لگتا ہے
اسکی ہر بات عجیب لگتی ہے
اس کی آنکھوں کی خاموشی
وہ جذبوں کی تمازت
اور دل کا دھڑکنا
وہ نظریں چرانا
پھر دھیرے سے مسکرانا
پھرآگے بڑھ کراپنا تعارف کرانا
اوربات کوپورا نہ کرپانا

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے

کیا تم میں بھی حوصلہ ہے

بہت دور تیری یادوں کے بھنور میں
دل کے دیئے بجھا کے
ہم شام و سحر تیرے نام کے ساتھ
جیون گزارتے ہیں
بولو!
کیا تم میں بھی حوصلہ ہے
دل کے دیئے بجھانے کا
اور تنہا مسکرانے کا

چاندنی راتیں

تم ان چاندنی راتوں میں
اکثر باتوں باتوں میں
کچھ تو کہنا چاہتے ہو
پھر چپ کیوں ہو جاتے ہو

تیرے سوا

فاصلے ، دوریاں ہیں
اسکی یہ مجبوریاں ہیں
بے سمت ہے زندگی
بےنشاں ہے زندگی
مجھ کو اس کی چاہ میں
کیا ملا ، کیا نہیں
لیکن!
اے دلِ خبر
کر یہاں پر اک نظر
دل میں اک تیرے سوا
کوئی نہیں ہے دوسرا

تنہا نہیں جاتے

نجانے کون سی گھڑی تھی وہ
کہ جس میں ہم نے تمہیں پا کر بھی کھو دیا
کہ شاید تم کو میرا ساتھی، میرا ہمسفر بننا نہ تھا
کیونکہ!
ہم سفر کبھی راہوں میں
ہاتھ چھوڑ کر
کہیں تنہا نہیں جاتے

کبھی لوٹ کرنا آیا

کس سے بانٹوں
دل کی تنہائی کو
اک تیری یاد ہی اثاثہ ہے
دل کو دلا سے دوں کب تک!
سرد راتوں میں اک کسک ڈستی ہے
تم نے تو اُمید کی کرن کو بھی
وقت کے پردے کی اوٹ
میں چھپایا ہے
ہے میری آنکھوں میں اب تلک
وہ لمحہ!
جو کبھی لوٹ کر نہ آیا ہے

خدا حافظ

تمہیں یاد ہے وہ دن
ہاتھ پکڑ کر جب میرا
کہا تھا تم نے
تم میری ہو
اور تمنا ہے میری یہ
میرے سوا کوئی اور تم کو
نہ دیکھے ، اور نہ چاہے
مگر تم نے ہی چھڑا کے اپنا دامن
کہہ دیا ہے مجھ سے آخر
قسمت میں ہوا تو مل جائنگے
ورنہ!
خداحافظ

فرشتہ صفت

تیری معصوم سی آنکھیں
تیری پیشانی کشادہ سی
تیری آواز میں جاہ و جلال
تیری زندگی سادہ سی
تیرے لبوں پر پاکیزگی
تیرے صبر کی انتہا نہیں
تو انساں نہیں فرشتہ تھا
انساں کے روپ میں

اک چپ

اک چپ تھی
میرے ہونٹوں پہ
اندر تھا شور بہت
روتی تھی سن کر دل کی باتیں
اور ہنستی تھی لوگوں سے
کر کے اوروں کے حوالے مجھ کو
خوش تھا ہر فرد یہاں
میری زندگی کو بیچ دیا
پھر بھی حق نہ رکھتی تھی
کہ آہ بھروں فریاد کروں
اور اپنے حق کی بات کروں
پھر جان لی میں نے بھی یہ بات
ہر ذات ہے میری ذات نہیں
سب رشتے ہیں رسموں رواجوں کے
اور کوئی بھی میرے ساتھ نہیں

پاگل دل

تنہا ہوں اور کاٹ رہی ہوں
اک اک پل
شاید کوئی ایسا دکھ ہے
جو اندر اندر سلگ رہا ہے
کتنے چہرے سامنے ہیں پر
سب سے لڑ کر بیٹھی ہوں
کہ چھیڑے نہ کوئی آ کر
میرے دل میں جمی ایک محفل
جس میں انجانے سے لوگ
اور کچھ پہچانے سے لوگ
مجھ کو مگر نہ چاہنے والے
جس کو مانگے میرا دل
ہے نا پاگل میرا دل

اک ضد

اک ضد توڑنے کے واسطے
وہ ضد لگا بیٹھے
مجھے توڑنے کے لئے
جنجھوڑنے کے لئے
کسی اور کے دل میں بس گئے
اور دل لگا بیٹھے

اک دعا

راتوں کو اشکوں میں بگھو کر
میں نے مانگی
ایک دعا
یارب اس کے سارے غم دے دے
جس نے مجھ کو غم ہے دیا

خاموشیاں

شیشہ بن کر ٹوٹ گیئں
ساری خاموشیاں
کرچی کرچی بکھر گیئں
میں ننگے پاؤں
سمیٹنے جو بڑھی آ گے
تو چُبھ گیئں میرے پاؤں میں
ساری کرچیاں
اک درد اُٹھی ، اک آہ اُٹھی
اور پھر خاموشیاں

بکھر کے ٹوٹ جاتے ہیں

وہ جو کہتے نہیں
بکھر کے ٹوٹ جاتے ہیں
اندر ہی اندر
خزاں کے موسم
چھپائے پھرتے ہیں
کوئی پوچھے تو ہنس کر یہ کہتے ہیں
سب ٹھیک ہے
مگر کوئی ان سے یہ تو کہے
سب ٹھیک ہے مگر تم نہیں

روح سمجھ میں آ جائے

کچھ خواب حقیقت بن کر بھی
دے جاتے ہیں دھوکا اکثر
ہم بھی اکثر دانستہ
کھا لیتے ہیں دھوکا اُن ملے
کہ شاید!
دھوکہ کر نیوالوں کو
خلوص کا مطلب آ جائے
روح کی صدا سن پائیں وہ
اور روح سمجھ میں آ جائے

خاموشی کی زبان

خاموشی کی زباں

بول بول کر
میں نے کیا ہے پھر
خاموش رہنے کا عہد
کوئی تو بول بول کر
توڑے گا میری خاموشی
کوئی تو چپ چپ رہ رہ کے
مجھ کو بلائے گا
کوئی تو میری خاموشی کو توڑے گا
اور کوئی مجھے توڑ کر خاموش رہے گا
کوئی تو میرے اندر خاموش رہے گا
اور کوئی میرے ظاہر سے بولا کرے گا

رشتوں کی مالا

میں نے جدائی میں تیری
کتنا پیارا چمن بنایا تھا
اک چاہت کا پودا لگا کر
سارا گھر مہکایا تھا
جذبوں کی نازک کلیوں کو
آنگن میں سجایا تھا
ٹوٹے ہوئے رشتوں کی اک مالا بنائی تھی
بکھرے ہوئے چہروں کی مسکان لوٹ آئی تھی
پھر آ کے اچانک تم نے کہا
کہ تم نے بھی چمن بنایا ہے
نئی چاہت کا پودا لگا کر
خوابوں کو مہکایا ہے
مگر تیرے میرے چمن میں اک فرق ہے میری جان
میں نے رشتوں کی مالا جوڑی تھی
تم نے توڑ ڈالی ہے

فقط میری یاد میں

ہاں!

فقط میری یاد اپنے دل میں بسا لو
کہ روح کے رشتے جسم سے مضبوط ہوتے ہیں
جو ٹوٹتے نہیں ، کبھی چھوٹتے نہیں
جو مر نہیں سکتے ، بکھر نہیں سکتے

سنگدل

دل پہ بوجھ
کئی پتھروں سے
دل پہ نشان کئی زخموں کے
دل پہ نقش کئی چہروں کے
دل پہ غم کئی راتوں کے
اے دل تو کیا پھر بھی ، سنگدل کہلاتا ہے

غم جدائی

لگ کر کسی دیوار سے
رولیں گے
آج ہنس کر آنکھیں
بگھو لیں گے
غم جدائی سے جو نامہ پھاڑ
دیا تھا اس کو
پھر سے جوڑیں گے

پنچھی

بھنور میں پھنسی زندگی
جیسے پنجرے میں پنچھی
بے پرواز ، پروں سے عاری
ایسے سمٹ کر بیٹھا ہے
جیسے طوفان کا خطرہ ہے
مگر پروں سے عاری یہ پنچھی
کتنا بے بس ہے
نہ اڑ سکتا ہے نہ آزاد ہو سکتا ہے

کون کسی کو جان سکا ہے

کون کسی کو جان سکا ہے
کون کسی کو جان سکے گا
اندر اندر بہنے والے
ہر پل دل میں رہنے والے
غم کی جڑیں مضبوط بہت ہیں
کون انہیں اب کاٹ سکے گا
میرا غم بھی بانٹ سکے گا

اس نے کہا مجھے بھول جا

میں نے کہا ، میری بات سن
اس نے کہا ، کسی اور دن
میں نے کہا ،میرے ساتھ چل
اس نے کہا ، دنیا کا ڈر
میں نے کہا ، پیار ہے
اس نے کہا ، بےکار ہے
میں نے کہا ، رنجور ہوں
اس نے کہا ، مجبور ہوں
میں نے کہا ، کیا ہیں مشکلیں
اس نے کہا ، تقدیر ہے
میں نے کہا ، ہے پیار کیا ؟
اس نے کہا ، دیکھ ہار کر
میں نے کہا ، کہیں نہ جا
اس نے کہا ، انتظار کر
میں نے کہا ، کیوں ہیں دوریاں
اس نے کہا ، یہی پیار ہے
میں نے کہا ، تیرا فیصلہ

اس نے کہا کوئی اور ہے
میں نے کہا ، کچھ تو کہو
اس نے کہا ، مجھے بھول جا

اب خود سے یہ کہنا ہے

اب خود سے یہ کہنا ہے
غم کو ہنس کر سہنا ہے
اب خود سے یہ کہنا ہے
کبھی تو سورج نکلے گا
کبھی تو راتیں جاگیں گی
کبھی تو منزل پائیں گے
کبھی تو راہیں رستہ دیں گی
کب تک روتے رہنا ہے
اب خود سے یہ کہنا ہے
کبھی تو ہم بھی جیتیں گے
کبھی تو غم بھی ہارے گا
کبھی تو میرا قاتل بھی
میرے درد سنوارے گا
کبھی تو میرے آنگن میں
خوشی کا موسم ٹھہرے گا
ہم کو سچی نیت سے
خوشی کو بولتے رہنا ہے

کب تک روتے رہنا ہے
اب خود سے یہ کہنا ہے

چاہتیں اور بڑھیں گی

چاہتیں اور بڑھیں گی
جب فاصلے ہوں گے
جب قفل ڈالے جائیں گے
جب دوریاں ہوں گی
جہاں مجبوریاں ہوں گی
ہاں بلکل وہاں !
چاہتیں اور بڑہیں گی
جب فاصلے ہوں گے
جہاں رشتے منہ موڑ کر سو جائیں گے
اور دل جب تشنہ ہو جائیں گے
لب خاموش ، آنکھیں گویا ہوں گی
الفاظ ختم اور دلوں میں سسکیاں ہوں گی
ہاں! چاہتیں اور بڑھیں گی ــــــــــــــــــــــــــ جب فاصلے ہوں گے

دل کہیں اور لگ گیا شاید

دل کہیں اور لگ گیا شاید

دل کے درویراں رہے صدیوں سے
چاندنی نے اکثر
ہنس کر کی باتیں
تاروں کے جھرمٹ نے بھی
کچھ کہا لیکن!
دل کے در ویران رہے صدیوں سے
دل کہیں اور لگ گیا شاید
شور اب دل کو اچھا نہیں لگتا
گیت گاتی لہریں ، ساحل کنارے
ابھرتی ہیں درد بنکر
موجوں کی صورت
پھوٹے چشموں سے بھی کئی نغمے لیکن
دل کے در ویران رہے صدیوں سے
دل کہیں اور لگ گیا شاید
نہ چونکے کسی حسین کی آہٹ سے

نہ ہنسی دیکھ کر آئے اُسے
لبِ خاموش پہ نغمہ بھی نہ اُبھرے کوئی
اور نہ وصل کی تمنا جاگے
اب تو کوئی تمنا نہیں باقی
جو نہ پایا --- تمنا ہے پانے کی
جو پایا --- کھونے کی تمنا ہے
دل کے در ویراں رہے
صدیوں سے
دل کہیں اور لگ گیا شاید

اُسے نفرت تھی

مجھے ڈھونڈنے والے
کیا ڈھونڈتے ہو؟
جاؤ کسی اُجاڑ قبرستان میں
کسی گورکن سے پوچھو
میرا نام اور پتہ
تو کہے گا وہ اک آہ لے کر
ہاں!
وہ سرگرداں محبت کا
وہ رازداں محبت کا ، وہ نفرتوں کے دیس کا
اور جوگیوں کے بھیس کا
جو محبتوں کا شہر آباد کرنے نکلا تھا
نظر آندھیوں کی ہو گیا
شہر محبت نہ مل سکا تو لحد میں جا کر سو گیا
اس کے پاس آہ و زاری مت کرنا
اپنی محبت کا دم مت بھرنا
کیونکہ!
اُسے میتوں پر آنسو بہانے سے نفرت تھی
کوئی زندگی میں قدر کرے یہی اس کی حسرت تھی
وہ محبتوں کا شہر اب مسمار ہو گیا

نفرت کی آندھیوں سے
انا کی باندیوں سے
جھوٹ کی ملاوٹ سے
سازش کی آندھیوں سے
اسے مت جگاؤ سو نے دو

رات کا تارا

اداسی پھیل جاتی ہے
جب تیری یادوں کا موسم ہو
کہ جب اک رات کا تارا
مجھ سے آ کر یہ پوچھتا ہے
کہ شب بھر جاگنے والے
تیرے بابا کہاں پر ہیں
کہ جن کی آس لیے تو
رات بھر نہیں سوئی
کبھی کھل کے نہیں روئی
آخر!
وہ کہاں پر ہیں ؟
اس سوال پر میں آنکھیں بند کر کے
آہ بھر کے لیٹ جاتی ہوں
مگر پھر بھی نہیں کہتی
کہ اس دنیا میں نہیں ہیں وہ

ممکن ہے بھول جاؤ تم

ممکن ہے بھول جاؤ تم
ممکن ہے بھول جاؤں میں
مگر ہٹ کر کبھی زمانے سے
مجھے یاد کرو بہانے سے
ممکن ہے مسکراؤ تم
ممکن ہے رونہ پاؤں میں
تم پکارو پیار سے جس کو
تیری باتوں کو نہ سنے وہ جب
ممکن ہے ٹوٹ جاؤ تم
ممکن ہے یاد آؤں میں
یہ مجبوریوں کے رشتے
ساتھ دیتے ہیں ، نبھاتے نہیں
ممکن ہے مان جاؤ تم
ممکن ہے جیت جاؤں میں

روح کا مسافر

میں اک مسافر روح کا
جب اپنے سفر کا آغاز کرتی ہوں
تو کوئی خدشہ زنجیر ، پا نہیں ہوتا
کوئی کمزوری کم ظرف نہیں کرتی
نہ کوئی آہٹ
میری دیوار بنتی ہے
جب کبھی ستاتی ہوں
میں زندگی کے پیڑ تلے
تو اکثر روح کے راہزن
مجھے بےچین کرتے ہیں
میری نیندیں چراتے ہیں
مگر کوئی بھی میری
روح چُرا نہیں سکتا
میری روح پہ ضربیں لگا تو سکتا ہے
میرا تن جلا تو سکتا ہے مگر
میرا من مٹا نہیں سکتا

﴾تم ایک بار ملتے﴿

تم ایک بار ملتے
ہنس کر گلے لگاتے
دل میں جو گِلے تھے
وہ دور ہو ہی جاتے
میری آنکھ نم نہ رہتی
نہ تم بجھے سے رہتے
ہم ہاتھ اپنا دیتے
ہم ساتھ ہو ہی جاتے
نہ بے وجہ تڑپتے
نہ بے وجہ سلگتے
تم مڑ کے ہم کو تکتے
ہم مات ہو ہی جاتے
تم کسی کی زندگی ہو
ہم کسی کی زندگی میں
تم ساتھ تو نبھاتے
ہم پار ہو ہی جاتے

کبھی خود سے پوچھنا

کبھی خود سے پوچھنا
اس لڑکی کے بارے سوچنا
جو اپنے ٹوٹے لفظوں کو
اپنے ٹوٹے لہجے کو
ہنس کر جوڑا کرتی تھی
تمہارے سخت لہجے کو
ضبط کا آنچل اوڑھے
ہنسی میں اڑایا کرتی تھی
تمہاری بےرخی پہ بھی
اکثر ہاتھ اُٹھا کر
تمہارے جینے کی دعائیں کرتی تھی
کبھی خود سے پوچھنا
وہ ایسا کیوں کیا کرتی تھی
وہ ایسا کیوں کیا کرتی تھی

مت بھولنا

سو جاؤ گے تو
خواب بن کر آؤں گی
وہ خواب تم مت بھولنا
جاگو گے تو آنکھوں کی
روشنی بن جاؤں گی
وہ روشنی مت بھولنا
تم چاند کو جب دیکھو گے
میں چاندنی بن کر آؤں گی
وہ چاندنی مت بھولنا
تم سرد ہوا میں جاؤ گے
تو جھونکا بن کر آؤں گی
تم وہ جھونکا مت بھولنا
ساگر کنارے جاؤ گے
تو پاؤں چھو کر جاؤں گی
تم وہ لہر مت بھولنا
اداس لمحوں میں کبھی
پُرنم آنکھوں سے تیری

گرے گا جو رخسار پر
وہ آنسو بن جاؤں گی
تم وہ آنسو مت بھولنا
ہر چیز تمہارے پاس ہو
اور کوئی کمی محسوس کرو
اس لمحہ میں یاد آؤں گی
تم وہ لمحہ مت بھولنا

گر سوچو تو

تمہیں پانے سے کھونے تک کا سفر
گر سوچو تو بہت گہرا ہے
تمہیں پانا میری محبت تھی
تمہیں کھونا میرا مقدر تھا

پت جھڑ کے پتے

دل آج بہت رویا
تیری یاد گلے لگا کر
اک کسک تھی دل میں شاید
تمہیں پا کر کھونے کی
پر اب کھو کر تم کو ایسے ہیں
جیسے پت جھڑ کے پتے

میری یاد

تم مجھے بھول کر
جس کے پاس جاؤ گے
اس کی صورت میں میری صورت کو پاؤ گے
اس کی آنکھوں میں میری آنکھیں
اور میری آنکھوں کی ان کہی باتیں ہونگیں
اس کی ہنسی کو میری ہنسی سے تشبیہ دو گے
اس کا ہاتھ جو تھامو گے ، میرے ہاتھ کی خوشبو ہوگی
ہاں یہ سب باتیں
تمہیں یاد میری دلائیں گی
تم آنسو چھپا کر اپنے
اس کی گود میں سر رکھ کر
آنکھیں بند کر لو گے
تمہیں گذرے دن یاد آئیں گے
میری باتیں یاد کرو گے مگر
میری صورت کہیں نہ پاؤ گے
یوں تم بکھر سے جاؤ گے

ہتھکڑیاں

اب کھول دو میری ہتھکڑیاں
چاہت کے جرم میں
جو یادوں کی پہنائی تھیں
مجھ کو یاد ہے اب بھی
میں نے شب گذار دی
ہجر آنکھ میں لئے
اور اب تو اُس کو بھی
اک زمانہ ہو گیا
فقط یاد رہ گئی
اس کے سوگ کے لئے
وہ داغ و نشاں
ہتھکڑی نے بازو پر
ثبت کئے ہیں جو
مٹ نہیں سکیں گے اب
اور جرم کی سزا مجھ کو کاٹنا ہو گی
عمر بھر کے واسطے ، فردِ جرم کے بغیر
میں تو تیری قیدی ہوں
اور قیدی کو اپنی سزا ، دائم یاد رہتی ہے

سزائیں یوں بھی دیں دل کو

کہ تو نے جب بلایا تھا
تو ہم نے بے رُخی برتی
سزائیں یوں بھی دیں دل کو
کہ پا کر کھو دیا تم کو
عجب دھوکا دیا تم کو
سزائیں یوں بھی دیں دل کو
تجھے دل سے بھلا ڈالا
تجھے رہ سے ہٹا ڈالا
اور اب تو عمر بھر ہی
اس سزا کو کاٹنا ہو گا

اشعار

مذہب پہ پورا نہ تھی مگر دنیا کو تھی قبول
رسموں سے کٹ گئی تو فتوے لگے ہزار

مجھے چھوڑ کر کھائے تو بھی کسی سے ٹھوکر
اور تھامنے والا تجھے کوئی میرے سوا نہ ہو

سامانِ سفر باندھ لیتے تم ہی آندھیوں میں
طوفاں کو کیا خبر تھی تیرے کچے مکان کی

کچھ بھی نہیں مقدر مین سوائے اس کے
تپتے ہوئے صحرا میں تمنا کریں بارش کی

کتنا عزیز تھا وہ شخص میری آنکھوں کو
جب سے گم ہوا ہے میری آنکھوں میں بس گیا ہے

اک شخص چاندنی چرا کر لے گیا صنم
کہ جب بھی چاند کو دیکھا دھندلا نظر آیا

غرور تھا ہم کو کبھی اپنی بے نیازی پر
چاہا ہے جب سے تم کو ہر بات مان جاتے ہیں

دل کو رلا دیا آنکھوں کو رونے نہ دیا
اک شخص نے عمر بھر ہمیں کسی کا ہونے نہ دیا

کسی شخص کی تمنا ہم سے نہ ہو سکی
جس جس کو میں نے چاہا اُسی کو کھو دیا

کسی اور کے ہونا چاہو تو ہمیں بھی یاد کر لینا
تمہیں ہم نے بھی چاہا ہے ، ہم نے پوجا ہے

اس دن بھی تیرا انتظار کرتا رہا یہ دل
جس دن نہ تیرے آنے کا اعتبار تھا

﴾ دو غزل ﴿

گھڑی بھر کی خوشی دے دو
ان ہونٹوں پر ہنسی دے دو
بڑھا کر پیاس آنکھوں کی
عمر بھر کی تشنگی دے دو
جو بچھڑوں تو سنبھل جاؤں
مجھے وہ روشنی دے دو
تمہیں سوچوں تڑپ جاؤں
مجھے وہ بے خودی دے دو
جو جی جاؤں تیری خاطر
مجھے وہ زندگی دے دو
مجھے چاہ کر بس اک ہی پل
چاہت کی صدی دے دو

﴾ ہنسا کرو گے نا ﴿

مجھے سنا کرو گے نا
پھر ہنسا کرو گے نا
کسی پہر کی جدائی میں
کسی رات کی تنہائی میں
کبھی کسی کی باتوں میں
کبھی کسی کی آنکھوں میں
مجھے ڈھونڈا کرو گے نا !
پھر ہنسا کرو گے نا !
کبھی کسی کی آہٹ پر
کبھی کسی شرارت پر
کبھی کسی کی بےرُخی میں
مجھے دیکھا کرو گے نا
پھر ہنسا کرو گے نا
کبھی کسی کی چاہ میں
کبھی کسی کے جلنے پر
کبھی کسی کے ہنسنے پر
مجھے سوچا کرو گے نا
پھر ہنسا کرو گے نا

جرم کوئی نہیں پر سزا وار ہوں میں
سچ بولتی ہوں خطا کار ہوں میں

شک کی نظر سے ہر کوئی دیکھے
سب کی نظر میں ادا کار ہوں میں

دور اُس مکان میں جو تنہا کھڑی ہے
اُسی ٹوٹے گھر کی دیوار ہوں میں

تمھیں چھوڑ کر ہوا جسکے پاس جانا
اُسی نے کہا کہ تیرا پیار ہوں میں

بہت سے لوگوں نے مجھ کو ہے بدلا
انہی کے رویوں کا اظہار ہوں میں

تیری آنکھوں میں

تیری آنکھوں میں پنہا ہم
کبھی اک خواب کی صورت
کبھی گرتا ہوا آنسو
کبھی ان ٹوٹا ہوا لمحہ
کبھی ان ٹوٹے لمحوں میں
اک مہتاب کی صورت
کبھی ماضی کی پرچھائی
کبھی سمٹی سی تنہائی
کبھی انکار کی صورت
کبھی اقرار کی صورت
کبھی ہم تیری سوچوں میں
کبھی ہم تیری راہوں میں
اک سوال کی صورت
اک گرداب کی صورت
تمہاری زندگی میں ہم
بتاؤ نا! کہاں پر ہیں
تمہاری جیت کی صورت
یا پھر ہار کی صورت

﴾ کوئی چہرا تم بھی پڑھ کر تو دیکھو ﴿

کسی کو خود سے بڑھ کر تو دیکھو
کوئی چہرہ تم بھی پڑھ کر تو دیکھو
کوئی بےبسی میں کتنا ہے تڑپا
کوئی رات میں بھی ہے نیندوں کو ترسا
کسی کو ہے دن میں اجالے کی چاہت
کسی کو مانگے نہ ملتی ہے راحت
کبھی تم بھی جی کے ، مر کے تو دیکھو
کوئی چہرہ تم بھی پڑھ کر تو دیکھو
یہاں آج بھائی کا بھائی نہیں ہے
کہتے ہیں بےحس خدائی نہیں ہے
زمانے کی موجوں کے دلکش تھپیڑے
محبت ہے لیکن وفائی نہیں ہے
خفا کتنے چہرے ہیں پڑھ کر تو دیکھو
کوئی چہرہ تم بھی پڑھ کر تو دیکھو
گر قلم ٹوٹے تو باطل جھکاؤ
انساں کہاں ہے اُسے تو جگاؤ
کسی کو بنا دو جو مرضی تمہاری
جہاں تم جھکے وہاں قوم ہاری
کبھی اپنی آنکھیں تر کر کے دیکھو
کوئی چہرہ تم بھی پڑھ کر تو دیکھو

﴿ بہت سا وقت لگتا ہے ﴾

کبھی آنکھیں بھی کہتی ہیں
بہت خاموش سے کچھ لفظ
کچھ انجانی سی باتیں
جنہیں دھیان سے پڑھنا
کبھی ممکن نہیں ہوتا
بہت جذبات کے پیچھے
بہت خدشات ہوتے ہیں
کہ ان لمحوں میں ممکن بھی
کبھی کچھ بھی نہیں ہوتا
بہت دھیاں رکھتی ہیں
جو آنکھیں میرا محفل میں
انہیں اظہار کرنے میں
بہت سی باتیں کہنے میں
بہت سا وقت لگتا ہے

سویرا رُک نہیں سکتا

گر پردے گراؤ گے
اندھیرا ہی تو پاؤ گے
اجالے کی خواہش ہے
تو پھولوں کو مہکنے دو
پرندوں کو چہکنے دو
کسی کو سانس لینے دو
ہمیں اب جاگ لینے دو
کسی اظہار کرتے قلم کو
روکو نہ جبر سے
مخالف کو حوصلے والے
سنا کرتے ہیں صبر سے
ظلم آندھی کی صورت ہو
تو لہو گرتے ہیں ابر سے
محض پردے گرانے سے
سویرا رُک نہیں سکتا

﴾ احساس ﴿

تم جو ملے تو احساس ہوا
زندگی کتنی حسیں ہے
کس طرح سے ہنستی ہے
کس طرح سے رلاتی ہے
کس طرح رات ہوتی ہے
پھر تیری یادوں میں
ڈھل جاتی ہے

کبھی تم یوں ہم سے کنارا نہ کرنا
بہت ٹوٹ کر بھی ہارا نہ کرنا

تمہیں سونپ دینگے تمہارے یہ رشتے
کبھی ان سے ذکر ہمارا نہ کرنا

صلہ کچھ نہیں مانگتے ہم وفا کا
محبت کو لیکن دوبارہ نہ کرنا

خاموشی سے تم پہ لوٹا دینگے سب کچھ
کبھی ٹوٹنے کا اشارہ نہ کرنا

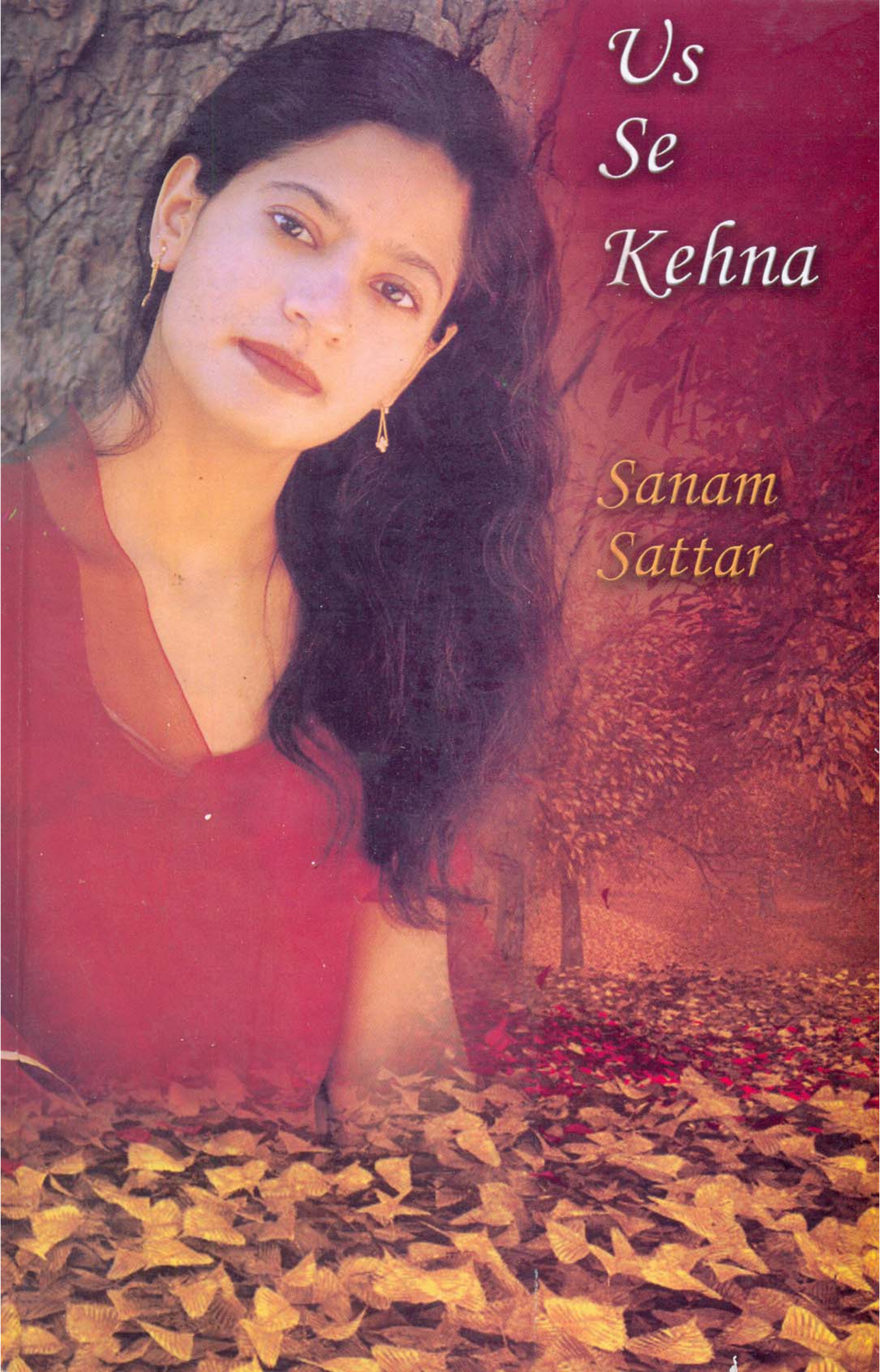
Us
Se
Kehna
Sanam
Sattar